ابرِ گہربار

یعنی

نعتِ عاشقانۂ جنابِ سرورِ کائنات و فریادِ اُمّت بآستانۂ آنذاتِ بابرکات

از خاکسار اقبال

جو

انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی

کارخانہ پیسہ اخبار کے مطبع خادم التعلیم لاہور میں باہتمام منشی عبدالعزیز چھپی

۱۹۰۳ء

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
LIBRARY.
Acc No. 13,899
LAHORE

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ دل میں جو کچھ ہے نہ لب پر اُسے لاؤں کیونکر
ہو چھپانے کی نہ جو بات چھپاؤں کیونکر
شوقِ نظارہ یہ کہتا ہے قیامت آئے
پھر میں نالوں سے قیامت نہ اُٹھاؤں کیونکر
میری ہستی نے رکھا مجھ سے تجھے پوشیدہ
پھر تری راہ میں اُس کو نہ مٹاؤں کیونکر
صدمۂ ہجر میں کیا لُطف ہے اللہ اللہ
یہ بھی اِک ناز ہے تیرا نہ اُٹھاؤں کیونکر
زندگی تجھ سے ہے اَے نارِ محبّت میری
اشکِ غم سے ترے شعلوں کو بجھاؤں کیونکر
تجھ میں سو نغمے ہیں اَے تارِ ربابِ ہستی
زخمۂ عشق سے تجھ کو نہ بجاؤں کیونکر
ضبط کی تاب نہ یارائے خموشی مجھ کو
ہائے اس دردِ محبّت کو چھپاؤں کیونکر

بات ہے راز کی پر مُنہ سے نکل جائیگی
یہ مئے کُہنہ خُمِ دِل سے اُچھل جائیگی

۲ آسماں مجھ کو بجھاوے جو فروزاں ہوں میں
صُورتِ شمع سرِ گورِ غریباں ہوں میں
ہُوں وُہ بیمار جو ہو فکرِ مداوا مجھ کو
درد چپکے سے یہ کہتا ہے کہ درماں ہوں میں
دیکھتا تو مری صُورت پہ جاتا گلچیں
دیکھنے کو صفتِ گُلِ خنداں ہوں میں
مُوت سمجھا ہُوں مگر زندگیٔ فانی کو
نام آجائے جو اس کا تو گریزاں ہوں میں
دُور رہتا ہُوں کسی بزم سے اور جیتا ہوں
یہ بھی جینا ہے کوئی جس سے پشیماں ہوں میں
کُنجِ عزلت سے مجھے عشق نے کھینچا آخر
یہ وُہی چیز ہے جس چیز پہ نازاں ہوں میں
داغِ دِل مہر کی صُورت ہے نمایاں لیکن
ہے اِسے شوق ابھی اور نمایاں ہوں میں
ضبط کی جا کے سُنا اور کسی کو ناصح
اشک بڑھ بڑھ کے یہ کہتا ہے کہ طُوفاں ہوں میں

ناظرین! نظم ہذا کے بند نمبروں کی ترتیب کے لحاظ سے پڑھیں۔

ہوں وہ مضموں کہ مشکل ہے سمجھنا میرا
کوئی مائل ہو سمجھنے پہ تو آساں ہوں میں

رند کہتا ہے ولی مجھ کو۔ ولی رند مجھے
سن کے ان دونوں کی تقریر کو حیراں ہوں میں

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلماں ہوں میں

کوئی کہتا ہے کہ اقبال ہے صوفی مشرب
کوئی سمجھا ہے کہ شیدائے حسیناں ہوں میں

ہوں عیاں سب پہ مگر پھر بھی ہیں اتنی باتیں
کیا غضب آئے نگاہوں سے جو پنہاں ہوں میں

دیکھ! اے چشم عدو مجھ کو حقارت سے نہ دیکھ
جس پہ خالق کو بھی ہو ناز وہ انساں ہوں میں

مزرعۂ سوختۂ عشق ہے حاصل میرا
درد قرباں ہو جس دل پہ وہ ہے دل میرا

۳ قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے ارنی سرخیٔ افسانۂ دل

یارب اس ساغر لبریز کی مے کیا ہوگی
جادۂ راہ بقا ہے خط پیمانۂ دل

ابر رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یارب
جل گئی مزرعۂ ہستی تو اگا دانۂ دل

حسن کا گنج گرانمایہ تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی۔ میرا کاشانۂ دل

کچھ اسی کو ہے مزا دہر میں آزادی کا
جو ہوا قیدیٔ زنجیر پری خانۂ دل

اس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ میں دیوانۂ دل

تو سمجھتا نہیں اے زاہد ناداں۔ اس کو
رشک صد سجدہ ہے اک لغزش مستانۂ دل

ہائے کیا جانئے اس گھر کا مکیں کیسا ہو
ہوں جو منصور سے دربان مے خانۂ دل

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانۂ دل

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

۴ آئی ہے ابھی سمجھ اور یہ مائل ہو کر
آنکھ کھل جاتی ہے انسان کی بیدل ہو کر

راہ ایسی محفلِ رنگیں کی دکھا دے سب کو
اور اس بزم کا دیوانہ بنا دے سب کو

۹ حالِ امّت کا بُرا ہو کہ بھلا - کہتے ہیں
صفتِ آئینہ جو کچھ ہے صفا کہتے ہیں

واعظوں میں یہ تکبّر کہ الٰہی توبہ
اپنی ہر بات کو آوازِ خدا کہتے ہیں

ان کے ہر کام میں دُنیا طلبی کا سودا
ہاں مگر وعظ میں دُنیا کو بُرا کہتے ہیں

غیر بھی ہو تو اُسے چاہیے اچّھا کہنا
پر غضب ہے کہ یہ اپنوں کو بُرا کہتے ہیں

فرقہ بندی کی ہوَا تیرے گلستاں میں چلی
یہ وُہ ناداں ہیں اسے بادِ صبا کہتے ہیں

شاہدِ قوم ہوَا خنجرِ پیکار سے خُوں
ہائے غفلت یہ اُسے رنگِ حنا کہتے ہیں

آہ جس بات سے ہو فتنۂ محشر پیدا
یہ وُہ بندے ہیں اُسے فتنہ رُبا کہتے ہیں

ہونہ اَے قافلہ سالار یہ اُمّت تیری
کارواں ہند میں ہے کوئی لُٹا کہتے ہیں

جن کی دینداری میں ہو آمیزیِ زر پنہاں
آگے دھوکے ہیں انہیں رہنما کہتے ہیں

لاکھ اقوام کو دُنیا میں اُجاڑا اس نے
یہ تعصّب کو مگر گھر کا دیا کہتے ہیں

خانہ جنگی کو سمجھتے ہیں بتاتے ایماں
مرضِ الموت ہے جو اسکو دوا کہتے ہیں

یہ نصاریٰ کا خدا اور وُہ علی شیعوں کا
ہائے کس ڈھنگ سے اچھّوں کو بُرا کہتے ہیں

مقصدِ لحمک لیے ہی یہ کھلی اِن کی زباں
یہ تو اک راہ سے تجھ کو بھی بُرا کہتے ہیں

تیرے پیاروں کا جو یہ حال ہوا اَے شافعِ حشر
میرے جیسوں کو تو کیا جانئے کیا کہتے ہیں

بُغض للہ کے پردے میں عداوت ذاتی
دین کی آڑ میں کیا کرتے ہیں کیا کہتے ہیں

جن کا یہ دین ہو کہ اپنوں سے کریں ترکِ سلام
ایسے بندوں کو یہ بندئے صُلحا کہتے ہیں

قوم کے عشق میں ہو فکرِ کفن بھی نہ جسے
یہ اُسے بندۂ بیدام ہوا کہتے ہیں

یہ دوا صفحۂ ہستی سے نہ مٹ جاتا ہو
درد کے حد سے گذرنے کو دوا کہتے ہیں

وصل ہو لیلیٰ مقصود سے کیونکر اپنا

اخترِ سوختۂ قیس ہے اختر اپنا

11

اس مصیبت میں ہو اک تو ہی سہارا اپنا
ننگ آگر لبِ فریاد ہوا وا اپنا

ایسی حالت میں بھی امید نہ ٹوٹی اپنی
نام لیوا ہیں ترے تجھ پہ ہے دعویٰ اپنا

فرقہ بندی سے کیا راہ نماؤں نے خراب
ہائے۔ ان مالیوں نے باغ اجاڑا اپنا

ہم تو مٹ جائینگے معمورۂ ہستی سے مگر
صبر ان رہنماؤں پہ پڑے گا اپنا

تیری سرکار میں اپنوں کا گلہ کیا کیجے
ہو ہی جاتا ہے مصیبت میں پرایا اپنا

دیکھ اے نوح کی کشتی کے بچانیوالے
آیا گردابِ حوادث میں سفینہ اپنا

ہم نے سو راہ اخوت کی نکالی لیکن
نہ تو اپنا ہوا اپنا نہ پرایا اپنا

اس مصیبت میں اگر تو بھی ہماری نہ سنے
اور ہم کس سے کہیں جا کے فسانہ اپنا

ہاں برس ابرِ کرم دیر نہیں یہ اچھی
کہ نہ ہونے کے برابر ہوا ہونا اپنا

لطف یہ ہے کہ پھلے قوم کی کھیتی اس سے
ورنہ ہونے کو تو آنسو بھی ہے دریا اپنا

اب جو ہے ابرِ مصیبت کا دھواں دھار آیا
ڈھونڈھتا پھرتا ہے تجھ کو دلِ شیدا اپنا

یوں تو پوشیدہ نہ تھی تجھ سے ہماری حالت
ہم نے گھبرا کے مگر تذکرہ چھیڑا اپنا

زندگی تجھ سے ہی اے فخرِ براہیم اپنی
کرو دعا حق سے کہ مشکل ہوا جینا اپنا

ایک یہ بزم ہے لے دے کے ہماری باقی
ہے انہی لوگوں کی ہمت پہ بھروسا اپنا

داستاں درد کی لمبی ہے کہیں کیا تجھ سے
ہے ضعیفوں کو سہارے کی تمنا تجھ سے

IQBAL ACADEMY PAKISTAN
LIBRARY.
Acc No 13899
LAHORE.